وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ضرورت واہمیت

حضرت علامہ مولانا شمس الحق صاحب افغانیؒ
سابق صدر وفاق المدارس پاکستان

[۲۴/۲۵ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو جامعہ خیر المدارس ملتان میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں مختلف امور زیر بحث وزیر غور آئے۔ اس موقع پر اُس وقت کے صدر وفاق حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ نے اجلاس کے افتتاح میں ایمان افروز تقریر ارشاد فرمائی، جس سے وفاق کی ضرورت واہمیت پر بخوبی روشنی پڑتی ہے، ذیل میں وہ تقریر پیش کی جارہی ہے جس کا ایک ایک حرف قیمتی اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے خوب منتفع ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اکابر بزرگوں کی یادگار وفاق المدارس العربیہ کو ہمیشہ قائم ودائم رکھے اور اس کا فیض تا قیامت جاری وساری رکھے۔ آمین ....ادارہ]

علمائے کرام! وفاق المدارس کی اہمیت آپ حضرات کو بخوبی معلوم ہے، یہاں مقصودِ گزارش صرف یاددہانی ہے، آپ جانتے ہیں کہ علماء کا مقام کیا ہے، یہ یقینی بات ہے کہ پوری امت کی تعداد اس وقت دنیا میں ستر کروڑ ہے، ستر کروڑ امت کا عنصر علمائے کرام ہیں، پوری ملت ایک شخصیت کا وجود تصور کریں اور علماء اس کا دل، جیسے کہ ایک شخص کے لئے تمام مدار دل پر ہے اور شخصی زندگی کے فرائض دل ادا کررہا ہے، اسی طرح پوری ملت کے متعلق فرائض علمائے دین کے ذمے ہیں، چاہے کوئی اسے مانے یا نہ مانے، اس سے کوئی بحث نہیں، خالق کائنات کے ہاں یہ ایک تسلیم شدہ امر ہے، پھر اس کی کیا ضرورت کہ دنیا اسے تسلیم کرے یا نہ کرے، ملت کے دو اجزاء ہیں:

﴿یرفع الله الذین امنوا منکم والذین اوتو العلم درجات والله بما تعملون خبیر﴾

اللہ تعالیٰ نے تقسیم ثنائی کردی، مومن اور غیر مومن یعنی شریف اور رذیل، مومن شریف اور غیر مومن رذیل، پھر مومن عالم اور غیر مومن عالم، پوری انسانیت میں مومن کا مقام بلند ہے اور پوری ملت میں علماء کا مقام۔ (مومن غیر عالم)

جیسے کہ جسم کے فساد و صلاح کا دار و مدار دل پر ہے، اسی طرح فسادِ ملت اور اصلاحِ ملت کا مدار علمائے کرام میں، پوری ملت کی نجات اور تباہی ان کے ہاتھ میں ہے، پھر دنیا کے ہر گوشے میں علماء موجود ہیں، مگر یہ فخر نہیں اظہار حقیقت ہے کہ علماء اسلام میں ہندو پاکستان کے علماء کا جو مقام ہے، باقی دنیا کے علماء کو وہ مقام حاصل نہیں، علم کے اعتبار سے بھی اور عمل کے اعتبار سے بھی۔

ایک مغربی سیاح نے لکھا ہے کہ جتنا اسلام میں نے یہاں دیکھا ہے اور کہیں نہیں دیکھا، یہاں تک کہ عرب میں بھی نہیں، جہاں سے چشمۂ اسلام پھوٹا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں علماء کی تعداد بہت زیادہ ہے، حق گوئی، خلوص اور للّٰہیت جتنی یہاں زیادہ ہے اور کہیں نہیں، پس پوری ملت اسلامیہ کے لئے علماء بہت اہمیت رکھتے ہیں، اب اہمیت کے بعد موثریت ہے، کئی چیز جس قدر اہم ہے، کیوں نہ ہو جب وہ موثر نہیں تو بے فائدہ ہے، مثلاً روپیہ کو لیجئے، روپیہ کس قدر اہم ہے، لیکن جب اس سے پیٹ نہ بھر سکے تو بے کار ہے، خداوند تعالیٰ کے ارشادات، تاریخ، عقل و درایت اور تجربہ کے لحاظ سے علماء بہت اہمیت رکھتے ہیں، مگر اثر نہ ہو تو یہ اہمیت بے کار ہے اور اثر تنظیم سے پیدا ہوتا ہے، قوت، اتحاد سے اور ضعف انتشار سے ہے، یہ ایک کائناتی مسئلہ ہے، یہ سائبان سوت کے منتشر تار تھے لیکن مادی ذرائع سے جب ان میں اتحاد پیدا کیا گیا تو انسان یعنی اشرف المخلوقات کے لئے محتاج الیہ بنا، یہ تار قابل انتفاع اتحاد سے ہوئے، پس انتشار میں ضعف اور اتحاد میں قوت ہے، اللہ تعالیٰ طاقت ور ہے، واحد ہے، اس لئے تجلی وحدت وہاں ہوئی ہے، جہاں اتحاد سے وحدت پیدا ہوئی ہو۔

اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وحدت اللہ کی صفت ہے اور جہاں صفت وحدت کی تجلی ہوتی ہے اور ایک منتشر قوم مظہر وحدت بن جاتی ہے تو اللہ کی اس صفت وحدت کے طفیل اس میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

زندگی کثرت زبندہ وحدت است — وحدت مسلم زرین فطرت است

علماء کی اہمیت پہلے ہی سے مسلمہ ہے، اب موثریت وفاق کے ذریعے پیدا کی جا سکتی ہے، کائناتِ خیر و شر میں اس وقت شر کے عناصر منظم ہو چکے ہیں اور منظم شر کا مقابلہ منظم خیر کے ذریعے ہو سکتا ہے، علماء کے ہاتھ میں قرآن و سنت ہے، مقابل مغربی تہذیب ہے جو سراسر جہل و رسم اور ہوا و ہوس پر مبنی ہے، اس وقت شر پوری قوت کے ساتھ الحاد و زندقہ کی صورت میں مقابل ہے، موجودہ دنیا میں صرف دو مذہب ہیں: اسلام اور مغربیت۔ باقی یہودیت، نصرانیت، ہندو، سکھ وغیرہ اب نہیں رہے، قومتیں ہیں، کیونکہ مذہب لائحہ عمل اور مخصوص تہذیب و تمدن کا نام ہے جس پر زندگی گامزن ہے، اس لحاظ سے دنیا میں اسلام اور مغربیت دو شاہراہیں ہیں، پہلی شاہراہ حق اور دوم باطل، دونوں میں ٹکر ہے، دنیا کے اکھاڑے میں بھی دو پہلوان مقابل ہیں، اسلام اور مغربیت، مغربیت کی پشت پر سیاست ہے، دولت ہے اور مضبوط پروپیگنڈہ ہے، اسلام کی پشت پر چند غریب اور بے سرو سامان علماء، اب عظیم شر کو منتشر خیر سے

شکست نہیں دی جاسکتی ہے، عظیم شر کے مقابلے کے لئے اگر خیر کا اتحاد ہوتو ہم کبھی ہراساں نہیں ہوں گے، آخری فتح ہماری ہے، کیونکہ ہمارے پاس حق ہے، صداقت ہے اور مدار تمام تر آخر نتیجہ پر ہے، حق روشنی ہے، روشنی اگر قلیل ہو تو شر کی تاریکی کو شکست دینے کے لئے کافی ہے۔

حضرت تھانوی نے ایک مثال دی ہے کہ روشنی چاہے کتنی کم سے کم ہو لیکن ہزاروں گز تاریکی کو شکست دینے کے لئے کافی ہے، تاریکی پوری قوت اور ساز و سامان کے ساتھ چھائی ہوئی ہوتی ہے، جہاں ہاتھ دکھائی نہیں دیتا، لیکن ماچس کی ایک معمولی جھلک سے تاریکی یکلخت بھاگ جاتی ہے، یہی حال حق اور باطل کا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ علماء میں استقلال ہو، اتحاد ہو، اگر نہ ہو تو اس کا نتیجہ اہل حق کی بربادی ہے، حق حق ہے، چاہے کوئی مانے یا نہ مانے، موتی موتی ہے، چاہے عرش میں ہو یا مٹی میں ہو اور گوبر گوبر ہے، چاہے وہ نوٹوں کے بنڈلوں میں اور کمخواب کے رومالوں میں لپٹا ہوا کیوں نہ ہو۔ اس وقت پوری کائنات کی مصروفیت اور جدوجہد پیٹ کے لئے ہے، پیٹ کیا ہے، پانچ روپے کی چیز، اس میں ڈالی ایک آنے کی نکال دی، اب ایک آنہ قیمت بھی نہیں رہی، کیونکہ امریکن کھاد سے اس کی قیمت گر گئی، مغرب کی تموجات سے ہمارا نظریہ وہ نہیں رہا جو اسلام کا تھا، ہمیں اندیشہ ہے کہ یہاں اسلام کی وہی حالت ہو جائے گی جو مصر و ترکی میں ہوئی، مصر میں محمد علی پاشا اور ترکی میں کمال اتاترک کے زمانے میں جو حالت تھی، وہی حالت ۱۹۴۷ء کے بعد ہماری ہے، جب ان دونوں نے آزادی کی فضا میں سانس لیا اور ترقی کی سوجھی تو مغرب کی طرف سے پہلی وحی نازل ہوئی کہ اسلامی شعار کو ختم کر دو کیونکہ اسباب تذلیل، اسلام اور ملائیت ہے، جس قدر انہیں جلد ختم کیا جائے گا جلد ترقی ہوگی، چنانچہ ان دونوں کی پہلی ضرب دینی سرچشموں یعنی مدارس اسلامیہ پر پڑی، مصر و ترکی کا اس بارے میں نظریہ ایک تھا، مگر مصر کے علماء ہوشیار تھے، مدارس اسلامیہ کی جڑیں مضبوط تھیں اور وہ ایک تنظیم میں پروئے ہوئے تھے، اس لئے وہاں کے مدارس بچ گئے اور اسلام کسی نہ کسی طریقہ میں قائم رہا، لیکن ترکی میں اگرچہ مدارس کی تعداد بہت زیادہ تھی، مگر وہ غیر منظم تھے ان میں تنظیم نہ تھی، جب معمولی ضرب لگی تو مدارس فنا ہو گئے، اب وہاں دس طلباء علم دین کے نہیں ملتے، وہ اسلامی کرنیں مغربیت کی تاریکی میں ڈوب گئیں، پاکستان میں بھی یہی خطرہ درپیش ہے، اس لئے وفاق کی تشکیل وقت کا اہم تقاضا ہے، وفاق نے اس ایک سال کے قلیل عرصہ میں ۱۵۰ مدارس کو ایک رشتہ میں منسلک کر دیا، چند ماہ قبل حکومت کی طرف سے حکم ہوا کہ مدارس عربیہ تعداد، املاک اور اوقاف کے متعلق پوری رپورٹ حکومت کو پیش کریں، چنانچہ بہت قلیل وقت میں وفاق نے قانونی مشیر مہیا کر کے جوابات کا سلیقہ اور طرزِ جواب قانونی نقطہ نگاہ سے مرتب کر کے فارم چھپوائے اور تمام مدارس کو بھیجے، جس سے مدارس کو بے حد سہولت ہوئی اور جوابات بھی ایک قسم کے آئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تعلیم میں دین و دنیا کی تفریق مغرب کی لعنت ہے، دینی نصاب حکومت اور درویشی کا جامع ہے، اسلام میں دین دنیا جدا نہیں، اسلام کے سب سے پہلے مدرسے میں ۷۰ طلبہ تھے جو اصحاب صفہ کے نام سے یاد کئے

جاتے ہیں، اس مدرسے میں صرف مبلغ اور ائمہ مساجد پیدا نہیں کئے جاتے تھے، بلکہ وہاں کے فارغین ایک طرف مبلغ تھے تو دوسری طرف جہاد کی کمان بھی ان کے سپرد کی جاتی تھی، چنانچہ جنگ تبوک میں تمام اصحاب صفہ شامل تھے، صرف ایک عبداللہ ذوالبجادینؓ رہ گئے جنہوں نے تمنا کی پھر انہیں بھی جنگ پر روانہ کیا گیا، انہی حضرات نے مسجد کو بھی سنبھالا اور حکومت کو بھی، مسٹر آرنلڈ کا قول ہے کہ دنیا کا سب سے بہترین سپہ سالار خالد بن ولیدؓ تھے اور تاریخ انسانیت کا سب سے بڑا مدبر حضرت عمر فاروقؓ تھے۔ ہمارا موجودہ نصاب بھی دین اور دنیا پر مشتمل ہے، مگر اس کا وہ حصہ جو قوت کے معاملات سے متعلق ہے، اس میں تبدیلی کی ضرورت ہے، اس لئے وفاق نے نصاب میں تبدیلی کردی، کیونکہ دین کی راہ میں مشکلات ماضی میں کم تھیں، مگر مستقبل میں زیادہ ہیں، اس لئے وفاق کی ضرورت بھی اشد ہے۔

مجھے امید ہے کہ پاکستان کے علماء حق اور مہتممین و متعلقین مدارس عربیہ وقت کی اس اہم ضرورت پر توجہ مبذول فرما کر وفاق کو مضبوط سے مضبوط اور زیادہ موثر بنانے میں کوشش فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کی سائی جمیلہ میں برکت عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

نصاب سے متعلق اصول

یہاں اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ جہاں خوانخواہ نصاب میں تبدیلی کرنا نقصان دہ ثابت ہوتا ہے، وہاں عصری ضرورتوں کی بناء پر بعض جزوی تبدیلیوں سے صرف نظر کرنا بھی مفید ثابت نہیں ہوتا، صالح اور مثبت جزوی تبدیلیوں کی افادیت اور ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، البتہ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ نصاب تعلیم کا بنیادی ڈھانچہ متاثر نہ ہو اور مخلص اور ماہر علماء کے باہمی مشورے سے یہ تبدیلی ہو۔

مثلاً انگریزی زبان کی بہرحال ایک گونہ اہمیت وضرورت ہے، اسے اگر درجۂ متوسطہ کے نصاب میں شامل کیا جائے، جیسا کہ وفاق المدارس نے کیا ہے تو اس کو نقصان دہ قرار نہیں دیا جاسکتا، ہمارے ہاں یونانی منطق وفلسفہ ایک خاص مقصد کے لئے داخل نصاب ہیں، حالانکہ ان کا براہ راست، اسلامی علوم سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ منطق وفلسفہ کی تعلیم کو نقصان دہ سمجھتے تھے، چنانچہ حضرت اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

"اس حقیر کا خیال ہرروز یہ ہے کہ فلسفہ محض بیکار ہے، اس سے کوئی نفع معتد بہ حاصل نہیں، سوائے اس کے کہ دو چار سال ضائع ہوں اور آدمی خر دماغ، غبی دینیات سے ہوجائے، فہم کج و کور فہم شرعیات سے ہوجاوے اور کلمات کفریہ زبان سے نکل کر ظلمات فلاسفہ میں قلب کو کدورت ہوجاوے، لہٰذا اس فن خبیث کو مدرسہ سے اخراج کر دیا تھا، چنانچہ ایک سال سے اس کی پڑھائی مدرسہ دیوبند سے موقوف کر دی گئی ہے......" (مکاتیب رشیدیہ: ۲۶)

لیکن دوسرے اکابر اس کی تعلیم کو ایک حد تک مفید خیال کرتے تھے، اس لئے منطق وفلسفہ کی کتابیں داخل نصاب رہیں اور اب تک ہیں۔

(صدائے وفاق: ۲۳۱)